اقبال کی علمی جستجو!

شاعری میں وطنیت، آفاقیت اور اسلامی نظریات

از ڈاکٹر مولانا حبیب ریحان خاں ندوی ازہری

مواد کی کثرت۔ بعض ادیبوں شاعروں اور فلسفیوں کی شخصیت اور فن پر خامہ فرسائی کرتے وقت ایک محقق مواد کی کمی سے دوچار ہوتا ہے۔ لیکن اقبال جیسی ہمہ گیر جامع صفات، تنوع پذیر اور متضاد آراء رکھنے والی شخصیت پر قلم اٹھاتے وقت وہ کثرت مواد اور ہجوم افکار کے ایک ایسے طلسم ہوش ربا میں گرفتار ہوجاتا ہے کہ اس سے رہائی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، وہ مفکرین ومحققین ونا قدین کی ایسی انتہا پسندانہ، افراط و تفریط پر مبنی اور معتدل آراء سے دوچار ہوتا ہے کہ بآسانی ان سے نکلنا دشوار ترین مرحلہ ہوجاتا ہے!

کسی بھی صاحب فن پر لکھنے والا محقق یا ریسرچ اسکالر اپنے ذہنی سانچے، سماجی ماحول، اپنی فکری تربیت اور دینی واجتماعی آراء سے بالکل آزاد ہوکر قلم نہیں اٹھا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال جیسے نابغہ عصر عظیم مفکر، ماہر فلسفہ والہیات وطنی وعربی و آفاقی واسلامی شاعر پر لکھنے والا اپنی مزاجی افتاد، فکری نشوونما ارتقاء اور ذہنی کیفیت ہی سے اخذ واستنتاج واستدلال کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اقبال کے بارے میں متعدد و متنوع اور متضاد فیصلے ہمارے سامنے آتے ہیں جس میں اقبال کے اپنے کلام، متنوع آراء بعض متضاد مضامین اور فکری و تدریجی مرحلہ ارتقاء سے گذرتے ہوئے کچھ بنیادی تبدیلیوں کا بھی بڑا دخل ہے۔

ہے عجب مجموعہ اضداد اے اقبال تو

دارالاقبال بھوپال۔ سرزمین بھوپال علم وفن کی ترجمان ہے، تاریخ شاہد ہے کہ علم وفن ادب اور شعر وسخن کی مشہور شخصیتیں بھوپال سے متعلق رہیں، علامہ ابن حجر کی فتح الباری شرح صحیح البخاری پہلی بار ریاست بھوپال کے مصارف سے مصر میں طبع ہوئی تھی، علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبی کے مصارف طباعت بھوپال سے ادا ہوئے تھے، اس سے قبل بھی علماء محدثین اور اہل علم وفضل وکمال کے قافلے بھوپال آتے رہے اور اس رشک انجم خطے کو سیراب کرتے رہے اور اپنی شخصیتوں کو بھی پروان چڑھاتے رہے۔

دارالاقبال بھوپال سے اقبال کا تعلق بہت گہرا ہے اور اس موضوع پر بے شمار صفحات منظر عام پر آچکے ہیں۔ ان کے دیوان میں بھوپال سے متعلق یعنی بھوپال میں کہے ہوئے شعروں کا وجود اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے، علامہ اقبال ادبی مرکز کا قیام اس کا یہ سمینار اور اقبال فہمی واقبال شناسی کی کوشش، اقبال اوارڈ اور اقبال کے نام اور کام سے متعلق جو مخلصانہ کاوشیں بھوپال سے ہو رہی ہیں ان پر

علم وادب کا ہر شیدا اور اقبال شناس ان کی داد دئیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے۔

اقبال نے تاتاریوں کی تباہ کاریوں اور ہلاکو کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف چیرہ دستیوں کے بعد اسلام کی اپنی داخلی عملی قوت، واجتماعیات و آفاقی توحید اور انسانی مساوات کی تفاعلی اور محرکانہ قوت کا اظہار اس شعر میں کیا ہے۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے　　　پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

یورپ کے عظیم مورخین ومفکرین کا خیال ہے کہ اگر اسلام کے عقائد میں اپنی داخلی طاقت اور اندرونی استحکام نہ ہوتا تو تاتاریوں کی اس خارجی یورش کے بعد اسے صفحہ گیتی سے روپوش ہوجانا چاہیے تھا۔اور عالم فنا کی مہیب وادیوں سے وہ کبھی دوبارہ ظہور پذیر نہیں ہوسکتا تھا۔

لیکن تھوڑا عرصہ نہیں گذرا تھا کہ تاتاریوں نے جب گوش دل سے اسلام کے آفاقی پیغام اور عقیدہ وعمل کو سنا تو ان کے کام ودہن اس کی لذت سے آشنا ہوئے اور اسلام کے ماہ تمام سے ان کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور دل نور بصیرت سے سرشار ہوگئے علامہ سید سلیمان ندوی کی زبان میں۔

نسل سے چنگیزی کی سلطان دیں پیدا ہوا　　　ظلمت تاتار سے مہر مبیں پیدا ہوا

اس کے بعد چھ سو سال تک اسلام کی عظیم ترقی کے جو دروازے کھلے ،ان کی تاریخی داستان بیان کرنی یہاں خارج از موضوع ہے۔

شبلی واقبال پاسبان حرم۔

اقبال کا شعر خود ان کی ذات پر اس طرح صادق آتا ہے کہ مدبر کائنات نے انہیں بھی شبلی نعمانی کی طرح اسلام کی ترجمانی اور حرم کی پاسبانی کے لیے صنم خانے کی آغوش سے نکال کر کعبہ کی دہلیز پر ڈال دیا۔

میں اصل کا خاص سومناتی　　　آباء مرے لاتی ومناتی

لیکن مسلک زندگی کی تقویم وتکمیل کے لیے جو دین درکار ہے وہی سر حیات ہے اور وہ دین محمدی ہے جو دین ابرہیمی کی توحید وحنیفیت (شرک سے بیزاری)اور قربانی وطاعت کا مکمل نمونہ ہے۔

دیں مسلک زندگی کی تقویم　　　دیں سر محمد وابرہیم

دل در سخن محمدی بند

شبلی کی استادیت اور اسلامی خدمات کا اعتراف اقبال نے سید سلیمان ندوی کے نام مکتوب میں اس طرح کیا ہے "مولانا شبلی کے بعد آپ استاذالکل ہیں ۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں" کہ رات کو سیرت نبوی کا مطالعہ کررہا تھا مولانا مرحوم نے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے جس کا صلہ در نبوی سے عطا ہوگا۔"

صرف ایک اقتباس اور پیش کرتا ہوں "اس وقت سخت ضرورت اس بات کی ہے کہ فقہ اسلام کی ایک مفصل تاریخ لکھی جائے اگر مولانا شبلی زندہ ہوتے تو میں ان سے ایسی کتاب لکھنے کی فرمائش کرتا"۔

اور اقبال کی اقبال مندی اور بلند طالعی کا عالم تو یہ ہے کہ ان پر لاکھوں صفحات لکھے جا چکے ہیں اور لکھے جاتے رہیں گے اور جب تک کائنات کی تجلی باقی ہے، ان کا کلام باقی رہے گا۔ فکر اقبال کلام اقبال اور پیغام اقبال اب عالمی اقدار کا حامل بن چکا ہے، کسی ایک محروم و مظلوم زباں "اردو" کے فنا ہوجانے یا فارسی کے نامانوس ہوجانے سے بھی اقبال کی عالمی شہرت اور پیغام اقبال کی وسعت و ہمہ گیری ختم نہیں ہوسکتی، پیغام اقبال سے شش جہت روشن، ہفت اقلیم منور اور فکر و عمل کی دنیا ہشت شت بن گئی ہے اور جس طرح سورج سے اس کی تابانی، چاند سے اس کی درخشانی شہد سے شیرینی اور ھول سے نکہت آفرینی کو دور نہیں کیا جاسکتا اسی طرح اقبال کے لاہوتی فکر اور بلند پرواز تخیل سے ں کی اثر انگیزی کو علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔

آراء پر تنقید ضروری ہے۔

اس مدح و ثنا کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ اقبال نے فکر و نظر کے مسائل میں کہیں ٹھوکر نہیں کھائی ہے یا ان کے خیالات میں تضاد نہیں ہے یا عقائد والٰہیات اور دینی و اجتماعی و سیاسی مسائل میں ان سے اختلاف روا نہیں ہے۔ یا وہ تنقید سے ماوراء ہیں کیونکہ ان کے فکری ارتقاء کے تدریجی مراحل کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خود انہوں نے اپنے نظریات میں تبدیلی کی ہے اور علم و معرفت کے اتاہ سمندر میں جب جب وہ غوطہ زن ہوئے ہیں انہوں نے فکر و نظر کے جدید آبدار موتی اور لعل بدخشاں بر آمد کیے ہیں اور آخر تک ان کی متعدد فکری و فلسفیانہ آراء سے بعض لوگوں کو اختلاف رہا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ ان کے مذہبی افکار پر بھی اسی طرح ناقدانہ تحلیل و تبصرہ کیا جائے جس طرح ان کے ادبی، اجتماعی اور فلسفیانہ موضوعات پر کیا جاتا رہا ہے۔ راقم نے اقبال کے بعض اشعار کا تنقیدی جائزہ لیا ہے جن کے پیش کرنے کا یہ موقع نہیں۔

طالب علم کی جستجو طالب حق کی آرزو۔

اقبال نے کبھی اس بات کا دعوی نہیں کیا کہ ان کے افکار و نظریات تنقید و تبصرہ سے بلند ہیں، ان کے طائر لاہوتی نے علم و فکر و فلسفہ اور معرفت و بصیرت کی جس بلند شاخ سدرہ پر اپنا نشیمن بنایا تھا وہاں سے جہل عرفان ناممکن تھا اور پندار تکبر کا وہاں گذر نہیں تھا، انہوں نے کبھی اپنے لیے" عقل کل" "علم محیط" "فکر کامل" اور "بصیرت و معرفت تامہ" کا دعوی نہیں کیا۔ اقبال کبھی اس شعر کے مصداق نہیں بنے۔

زباں سے گر کیا توحید کا دعوی تو کیا حاصل بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے

علم وادب اور تحقیق وجستجو کے میدان میں جو شخص تھوڑی بہت کوشش بھی کرتا ہے وہ اس قسم کے غیر علمی اور جاہلانہ دعوؤں سے پرہیز کرتا ہے تو پھر اقبال جیسا محقق و فلسفی اور جویائے حق بھلا کیسے اس میں گرفتار ہوسکتا تھا۔ راقم کے نزدیک اقبال کی اخلاقی وعلمی شخصیت کا سب سے زیادہ دل آویز پہلو یہی ہے کہ وہ ساری عمر ایک طالب علم کی جستجو اور ایک طالب حق کی آرزو بنے رہے، وہ اپنی آراء وافکار ونظریات کو نہ صرف یہ کہ اپنے استاذوں اور اپنی عمر سے بڑے اہل علم وفضل کے سامنے تنقیح واصلاح ومشورہ کے لیے پیش کرتے رہے بلکہ اپنے ہمعصروں اورعمر میں چھوٹوں سے بھی وہ اس قسم کی مدد لینے میں نہ کبھی شرمائے اور نہ کبھی ان کا علم وفلسفہ و تحقیق اوران کی عظیم عالمی شہرت اس باب میں حجاب بنی۔

مولانا انور شاہ کشمیری اقبال سے صرف ایک سال بڑے تھے۔ لیکن بعض مسائل میں ڈاکٹر صاحب نے ان سے رجوع کیا ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی ڈاکٹر اقبال سے عمر میں چھوٹے تھے لیکن ڈاکٹر صاحب کی عالی ظرفی یہ تھی کہ آپ سید سلیمان ندوی کے علمی وفکری و تحقیقی بلند مقام سے پوری طرح آشنا تھے جب کہ بہت سے "قارون زمانہ" انہیں صرف ایک مورخ سے زیادہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ڈاکٹر صاحب سید صاحب کے متعلق لکھتے ہیں" آپ امت محمدیہ کے خاص افراد میں سے ہیں اور اس مامور من اللہ قوم کے خاص افراد ہی کو امر الٰہی ودیعت کیا گیا ہے"۔

ایک جگہ لکھتے ہیں "علوم اسلامیہ کی جوئے شیر کا فرہاد آج ہندوستان میں سوائے سید سلیمان ندوی کے اور کون ہے"۔

ایک جگہ سید صاحب کے ہمہ گیر علم اور وسعت نظر کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں "اگر میری نظر اس قدر وسیع ہوتی جس قدر آپ کی ہے تو مجھے یقین ہے کہ میں اسلام کی کچھ خدمت کرسکتا، فی الحال انشاءاللہ آپ کی مدد سے کچھ نہ کچھ لکھوں گا"۔

اقبال مسلمان تھے لیکن علم وفلسفہ اور تحقیق وجستجو کے بعد وہ یہ اعتراف کرتے ہیں کہ مجھے صحیح معنوں میں سید سلیمان ندوی نے مسلمان بنایا" مولانا عتیق احمد ندوی ان کے اس تاریخی جملے کے گواہ ہیں۔

اسی لیے اقبال اپنے اشعار سید سلیمان ندوی کے پاس ارسال کرتے تھے، اپنی کتاب اور دیوان بھیجتے تھے اور نجی خطوں میں ان سے مشورے مانگتے تھے اور ان کی تحقیقات سے فائدہ اٹھاتے تھے ۵ جولائی ۱۹۲۲ء کے ایک خط میں لکھتے ہیں۔

> "پیام مشرق پر جو نوٹ آپ نے معارف میں لکھا ہے اس کے لیے سراپا سپاس ہوں۔
> پروفیسر نکلسن کا خط آیا ہے انہوں نے اسے بہت پسند کیا ہے مگر میرے لیے آپ کی رائے پروفیسر نکلسن کی رائے سے زیادہ قابل افتخار ہے"

اقبال کی فکری و علمی جستجو کا معیار۔

راقم یہاں اقبال کی علمی و فکری جستجو اور تحقیق و تلاش کے معیار کو واضح کرنے کے لیے فلسفہ و توحید، قرآن وسنت وفقہ، تصوف واحسان واجتہاد فلک وہیئت وغیرہ سے متعلق ان کے سوالات کو نقل کرتا ہے جن کا ذہن میں آنا اور پھر سمجھنے کی ذاتی کوشش، مطالعہ وتحقیق ان کی عظمت علمی کا عظیم الشان مظہر ہے، یہ سوالات سید صباح الدین مرحوم نے تاریخ وار درج کیے ہیں۔

"دریافت طلب امر یہ ہے کہ موکلین و کلاء کے پاس جب مقدمات کی پیشی کے لیے

آتے ہیں تو ان میں سے بعض پھل پھول، یا مٹھائی کی صورت میں ہدیہ لے آتے ہیں

ہدایا فیس مقررہ کے علاوہ ہوتے ہیں اور وہ لوگ اپنی خوشی سے لاتے ہیں کیا یہ مسلمان کے لیے حلال ہے" ۱۰ نومبر ۱۹۱۹ء

"یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ حمیرا والی سب احادیث موضوعات میں ہیں، کیا کلیمنی یا حمیرا بھی موضوع ہے"۔ ۱۹۲۰ء

کیا حکمائے صوفیہ اسلام میں سے کسی نے زمان ومکان کی حقیقت پر بحث کی ہے۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۲۱ء

"دو باتیں دریافت طلب ہیں ۱۔ متکلمین میں سے بعض نے علم مناظرہ ومرایا کی رو سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رویت ممکن ہے یہ بحث کہاں ملے گی، میں اس مضمون کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ۲۔ مرزا غالب کے اس شعر کا مفہوم آپ کے نزدیک کیا ہے؟

ہر کجا ہنگامہ عالم بود　　رحمۃ للعالمینی ہم بود

حال کے ہیئت داں کہتے ہیں کہ بعض سیاروں میں انسان یا انسانوں سے اعلیٰ تر مخلوق کی آبادی ممکن ہے، اگر ایسا ہو تو رحمۃ للعالمین کا ظہور وہاں بھی ضروری ہے، اس صورت میں کم از کم محمدیت کے لیے تناسخ یا بروز لازم آتا ہے شیخ اشراق تناسخ کی ایک شکل کے قائل تھے ان کے اس عقیدہ کی وجہ یہی تو نہ تھی"

"امام ایک شخص واحد ہے یا جماعت بھی امام کے قائم مقام ہو سکتی ہے ہر اسلامی ملک کا اپنا ایک امام ہو یا تمام اسلامی دنیا کے لیے ایک واحد امام ہو، موخر الذکر صورت موجودہ فرق اسلامیہ کی موجودگی میں کیونکر بروئے کار آسکتی ہے؟ مہربانی کر کے ان سوالات پر روشنی ڈالیے"۔ ۷ اپریل ۱۹۲۶ء

"اجتہاد کی بناء محض عقل بشری اور تجربہ ومشاہدہ ہے یا یہ بھی وحی میں داخل ہے۔ اس پر آپ کیا دلیل قائم کرتے ہیں، وحی غیر متلو کی تعریف نفسیاتی اعتبار سے کیا ہے؟

کیا وحی متلو اور غیر متلو کے امتیاز کا پتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چلتا ہے یا یہ اصطلاحات بعد میں وضع کی گئیں"؟

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا، کیا یہ مشورہ نبوت کے تحت میں آئے گا یا امامت کے تحت میں؟--------امام ابو حنیفہ کے نزدیک طلاق یا خاوند کی موت کے دو سال بعد بھی اگر بچہ پیدا ہو تو قیاس اس بچہ کے ولد الحرام ہونے پر نہیں کیا جاسکتا، اس مسئلہ کی اساس کیا ہے"؟

(۲۴ اپریل ۱۹۲۶ء)

اسلام کے کچھ ارکان ہیں۔ احکام میں فرض، واجب، سنت اور مستحب اور حرام چیزیں ہیں کچھ چیزیں شعار اسلام کہلاتی ہیں ڈاکٹر صاحب اس کے متعلق اس طرح سوال کرتے ہیں۔

مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ کا ایک ٹکڑا جو ترجمہ کیا ہے--------اس میں شعار تعزیرات---
--------ہے مہربانی کر کے یہ فرمائیے کہ لفظ شعار سے کیا مراد ہے اور اس کے تحت میں کون کون سے مراسم یا دستور آتے ہیں، اس لفظ کی مفصل تشریح مطلوب ہے، جواب کا سخت انتظار رہے گا۔

(۲۴ ستمبر ۱۹۲۹ء)

ڈاکٹر صاحب نے فلسفہ زمان و مکان پر اپنا علمی رسالہ لکھا ہے۔ اس موضوع سے انہیں بہت دلچسپی ہے متعدد بار انہوں نے سید سلیمان ندوی سے اس سلسلے میں استفسارات کیے ہیں چند ملاحظہ ہوں:

ان میں ایک قول یہ ہے کہ زمان خدا ہے۔ بخاری کی ایک حدیث بھی اسی مضمون کی ہے----کیا حکمائے اسلام میں سے کسی نے یہ مذہب اختیار کیا اگر ایسا ہے تو یہ بحث کہاں ملے گی"؟

(۷ مارچ ۱۹۲۸ء)

کیا یہ ممکن ہے کہ آپ زمان کے متعلق امام رازی کے خیالات کا خلاصہ قلم بند فرما کر مجھے ارسال فرمادیں میں اس کا ترجمہ نہیں چاہتا صرف خلاصہ چاہتا ہوں جس کے لکھنے میں غالباً آپ کا بہت سا وقت ضائع ہو گا"۔

(۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

اگر دہر ممتد اور مستمر ہے اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر مکان کیا چیز ہے؟ جس طرح زمان دہر کا ایک طرح سے عکس ہے اسی طرح مکان بھی دہر ہی کا عکس ہونا چاہیے یا یوں کہیے کہ زمان و مکان دونوں کی حقیقت اصلیہ دہر ہی ہے کیا یہ خیال محی الدین ابن عربی کے نقطہ خیال سے صحیح ہے؟ اس کا جواب شاید فتوحات میں ہی ملے۔ مہربانی کر کے تھوڑی سی تکلیف اور گوارا فرمائیے اور دیکھیے کہ کیا انہوں نے مکان پر بھی بحث کی ہے اور اگر کی ہے تو مکان اور دہر کا تعلق ان کے نزدیک کیا ہے؟ اس زحمت کے لیے معافی چاہتا ہوں اور جواب جہاں تک ہو جلد مانگتا ہوں"۔

جاری ہے۔